دارالعلوم عزیزیہ، بھیرہ کا آغاز وارتقاء اور معاشرے میں فروغ علم کے لیے کردار (۱۹۲۹ء-۱۹۷۵ء): تحقیقی جائزہ

The Development of Dār al-‘Ulūm ‘Azīzia, Bhera and Its Role in the Dissemination of Knowledge to Society (1929-1975A.D.): A Research Study

*Amjad Muneer

**Dr Ghulam Shamas-ur-Rehman

Abstract

Madrasas played a significant role in the formation of Muslim religious thoughts in Indo-Pak Sub-Continent during the course of ninetieth and twentieth centuries. Modern scholarship focused on madrasas situated in Delhi and Uttar Pradesh such as Dār al-‘Ulūm Deoband, Dār al-Ulūm Bareli, Dār al-‘Ulūm Farangi Mahal and Madrasa of Khairabad. On the other hand, they did not pay proper attention on the development of religious institutions of Punjab. The present article is an endeavour to fill this gap. The famous Bugwi family of Bhera played an important role in the transformation of knowledge in Punjab. Their madrasas were considered primary institutions for religious studies in Punjab during the course of ninetieth and twentieth centuries. Following the tradition of his ancestors, Mawlānā Zahūr Ahmad Bugwī established a madrasa at historic Sher Shāhī Masjid Bhera, named Dār al-‘Ulūm ‘Azīzia. This study aims to present the development of Dār al-‘Ulūm ‘Azīzia and its contribution in the dissemination of knowledge to society during 1929 to 1975 A.D.

Keywords: Madrasa education in Punjab, Bugwī Family, Mawlānā Zahūr Aḥmad Bugwī, Mawlānā Iftikhar Ahmad Bugwī, Dār al-‘Ulūm ‘Azīzia, twentieth century.

* Ph. D Scholar, Department of Islamic Studies and Arabic, Government College University, Faisalabad

** Chairman/Professor, Department of Islamic Studies and Arabic, Government College University, Faisalabad

کسی بھی اجتماعیت کی اصل روح اس کے ادارے ہوتے ہیں۔اسلامی معاشرت کی ہیئت ترکیبی میں خاندان، مسجد اور ریاست کے ساتھ اہم ترین عنصر مکتب ہے۔ مکاتب آغازِ اسلام سے ہی اسلامی معاشرت کا اہم جزو رہے ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ ان اسلامی مکاتیب ومدارس نے فروغ علم کے لئے بے پناہ خدمات سرانجام دیں۔ برصغیر پاک وہند میں یہ دینی مدارس ہی تھے جنہوں نے ترویج علم وعرفان کے ساتھ ساتھ قیادت ملک وملت کی ذمہ داری بھی ادا کی۔ برصغیر کے مسلم دورِ حکومت میں پایہ تخت دلی تھا۔اس مرکزی حیثیت کی وجہ سے دلی اور اسکے قریبی بڑے شہروں کے علماء ودانشوروں کو بھی تاریخ میں مرکزی حیثیت حاصل رہی۔یہی حال تعلیمی، سیاسی اور سماجی اداروں کا تھا۔ دِلی اور اترپردیش کے تعلیمی اداروں کو تاریخ میں مرکزی حیثیت اور پزیرائی حاصل رہی جسکی وجہ سے ان کے متعلق تحریری ریکارڈ موجود ہے۔ اس حوالے سے برصغیر کا وہ علاقہ جو اس وقت کرہ ارض پر مملکت پاکستان کے طور پر موجود ہے، عمومی عدم توجہ کا شکار رہا۔ یہاں کے تعلیمی اداروں اور علماء ودانشوروں کو تاریخ میں اس طرح ریکارڈ نہیں کیا گیا، جس کے وہ مستحق تھے۔ خاص طور پر پنجاب کے دیہی و پسماندہ علاقوں میں جن شخصیات و اداروں نے خدمات سرانجام دیں، تاریخ ان کے بارے میں خاموش ہے۔ زیر نظر مضمون اسی خلا کو پر کرنے کی ایک کوشش ہے۔اس میں شمالی پنجاب کی ایک اہم دینی تعلیمی درس گاہ دارالعلوم عزیزیہ کے آغاز وارتقاء اور فروغ علم میں اس کے کردار پر روشنی ڈالی جائے گی۔

دارالعلوم عزیزیہ کا آغاز وارتقاء:

برصغیر پاک وہند میں برطانوی اقتدار مسلط ہوجانے کے بعد جب دین اسلام اجتماعی زندگی اور تعلیمی میدان سے خارج کر دیا گیا تو چھوٹے بڑے عربی مکاتیب ومدارس میں اس کو پناہ ملی۔ علمائے دین نے ناموافق حالات اور مخالفت کے باوجود قرآن وحدیث اوران سے متعلقہ علوم وفنون کی تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔اس میں کوئی شک نہیں کہ انگریزی ظلم وجبر اور چالاکیوں کے طویل دور میں ان بوریہ نشینوں نے دین کی وہ خدمت سرانجام دی جس کی برکت سے پاک وہند میں آج بھی اسلامی شعائر باقی ہیں، مسجدیں آباد ہیں اور قرآن وحدیث کی تعلیم کا سلسلہ رکا نہیں۔ دینی ادارے کسی درجہ میں ہی سہی دین کی تبلیغ واشاعت کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ شمالی پنجاب میں اشاعت علوم دینیہ کا مرکز اور خاندان بگویہ کے جلیل القدر علماء کی یادگار ہے۔ حضرت مولانا غلام محی الدین بگویؒ (۱۷۸۸ء۔۱۸۵۷ء) اور حضرت مولانا احمد الدین بگویؒ (۱۸۰۳ء۔۱۸۶۹ء) مدرسہ رحیمیہ، دہلی سے تکمیل علوم حدیث کے بعد ۱۸۲۶ء میں وطن واپس لوٹے۔ دونوں بزرگوں نے اپنی محنت ،

لیاقت اورخلوص سے بگہ اورلاہورکے علمی ودینی مراکزتعلیم آباد کیے۔ آپ دونوں بھائیوں سے کثیر تعداد میں طالبان علم نے استفادہ کیاجن میں اپنے وقت کے نامور علماء شامل ہیں۔۱۸۶۰ء میں مولانااحمدالدین بگویؒ بھیرہ منتقل ہوگئے اورمحلہ شیخانوالہ کی مسجد میں حلقہ درس قائم کیا۔بعدازاں جامع مسجد شیر شاہی بھیرہ کی تعمیر ثانی اوربحالی (۱۸۶۷ء) کے بعد آپؒ نے اپنے حلقہ درس کو وہیں منتقل کرلیا۔حضرت مولانامفتی احمدالدین بگوی کے بعدآپ کے بھتیجے حضرت مولاناعبدالعزیز بگویؒ(۱۸۴۶ء۔۱۹۰۸ء) نے دارالعلوم جامع مسجد بھیرہ کاانتظام سنبھالا۔آپؒ کے زیراہتمام مدرسہ میں حضرت مولاناغلام قادر بھیرویؒ اورحضرت مولاناغلام رسول چاویؒ جیسے جیدعلماء پڑھاتے رہے۔آپؒ کے بعدآپؒ کے صاحبزادوں حضرت مولانا محمد ذاکر بگویؒ (۱۸۷۶ء۔۱۹۱۶ء) اورحضرت مولانا محمد یحیٰ بگویؒ(۱۸۷۶ء۔۱۹۵۷ء) نے کچھ عرصہ کے لئے دارالعلوم کے امورکی نگرانی کی۔ دارالعلوم کوباضابطہ اورمنظم صورت حضرت مولانا ظہور احمد بگویؒ (۱۹۰۰ء۔۱۹۴۵ء) کے دورمیں حاصل ہوئی۔آپؒ کادورایک سنہرادور تھا۔جس میں اس ادارے نے برصغیرکے دینی وعلمی اداروں میں قابل قدرمقام حاصل کیا۔۱۹۲۹ء میں آپؒ نے اپنے اسلاف کے قائم کردہ اس علمی مرکزکودارالعلوم عزیزیہ کانام دے کراس کی تنظیم جدید کی۔اسے عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لئے اس میں قابل قدر تعلیمی، نصابی اورعمارتی اضافے کئے۔مجلس حزب الانصارکے تعاون سے دارالعلوم کے نظام میں وسعت اورجامعیت پیداکی۔متعدد مقامات پراس ادارہ کی شاخیں قائم کی گئیں۔علوم وفنون کی تدریس کے لئے وقت کے مایہ نازاہل علم اور مشہوراساتذہ کی خدمات حاصل کیں۔طلباء کی تعلیم اورتربیت کے لئے شاندارکتب خانہ ،دارالمطالعہ اوراعلیٰ ماحول فراہم کیا۔[1] مولاناظہوراحمدبگویؒ نے دارالعلوم عزیزیہ کے قیام کے بعداس کی تجدید،توسیع اورترقی کے لئے درج ذیل اقدامات کئے:

۱۔ فاضل اورماہراساتذہ کی تلاش ،تقرری اورخدمات سے استفادہ
۲۔ دارالعلوم کے نصاب میں مناسب اضافے اورضروریات زمانہ کے مطابق تبدیلیاں
۳۔ طلباء کے انتخاب میں مناسب معیارکالحاظ
۴۔ طلباء کے قیام وطعام کے لئے تمام بنیادی اورضروری سہولیات کی مفت اورباقاعدہ فراہمی
۵۔ وقت کے تقاضوں کے مطابق نئے تعلیمی وتبلیغی کورسزکااجراء
۶۔ طلباء کی لسانی تربیت کے لئے ”اصلاح البیان “اور”تبلیغی نصاب“کااجراء
۷۔ نظم وضبط،روزانہ حاضری اوردفتری امورمیں دستاویزیت کاآغاز

۸۔ طلبہ اوراساتذہ میں مسلک اعتدال اوراتحاد بین المسلمین کارواج اور عملی مظاہرے۔

۹۔ طلباء کی اخلاقی تربیت اورعزت نفس کے تحفظ کے لئے اعلیٰ ماحول کی فراہمی

۱۰۔ کتب خانہ میں کتابوں کے مطالعہ اورماہنامہ شمس الاسلام میں لکھنے کی حوصلہ افزائی (۲)

الغرض مولانابگویؒ نے زمانے کے حالات اورضروریات کے مطابق دارالعلوم کے نصاب اور تربیتی نظم میں موثر اور دور رس تبدیلیاں کیں تاکہ طلباء قدیم وجدید دونوں قسم کے علوم وفنون سے بہرہ ور ہو کرعالم،مدرس،مبلغ اورمصنف بننے کے ساتھ ساتھ علم و عمل کے پیکر بنیں اورعوام کی ہدایت اوردین کی تقویت کاباعث ہوں۔

مجلس مشاورت:

دارالعلوم کے انتظام وانصرام اور تعلیمی و تنظیمی امورمیں مشورہ وراہنمائی کے لئے حضرت مولاناظہوراحمد بگویؒ نے چندممتازافرادپر مشتمل ایک مجلس مشاورت تشکیل دی تاکہ باہمی صلاح ومشورہ سے تعلیم و تبلیغ کاکام بھی ہوتارہے اورساتھ ہی دارلعلوم کی کارکردگی پراحتسابی وتنقیدی نظررہے۔شوریٰ کے اس کام میں حضرت مولاناپیرمقبول الرسولؒ سجادہ نشین للٰہ شریف ،الحاج خواجہ محمدسعیدمہتہ،حکیم مولوی شاہ محمدشیخ پوری، خواجہ محمدسعیدچاندی، علامہ رحمت اللہ ارشد، سابق قائدحزب اختلاف پنجاب اسمبلی، حضرت مولانامفتی سیدسیاح الدین کاکاخیل، ممبراسلامی نظریاتی کونسل، جناب حکیم مولاناعبدالمجید سیفی، خواجہ محمد ظہورمہتہ،چوہدری فضل احمدپراچہ، جناب حبیب احمدپراچہ وغیرہ آپ کے مشیرومعاون رہے۔ (۳)

نصاب :

عہدنبوی ﷺ میں تعلیم کاتعلق قرآن مجیداورسنت رسول ﷺ سے تھا۔پھرجب مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے علاوہ کوفہ، بصرہ، دمشق،بغداداورفسطاط بھی علمی مراکزبن گئے تونصاب تعلیم میں قرآن و حدیث کے علاوہ فقہ اور قواعدادب عربی بھی شامل ہوگئے۔عراق کی درس گاہوں میں امام ابوحنیفہؒ اوران کے صاحبین کے ہاتھوں احکام شرعیہ کی تدوین کااہم کام سرانجام پایا۔اس مرحلہ پرمعانی وبیان اور تجویدو تفسیر کے علوم کاآغازہوا۔حضرت سعیدبن مسیبؒ حدیث وتفسیرکے علاوہ اپنے حلقہ درس میں اشعارپربھی بحث کرتے تھے۔اُموی دورکے نظام تعلیم میں علوم وفنون کے لئے تالیف وتصنیف اورترجے کاسلسلہ شروع ہوا۔اساتذہ وطلباء کے لئے وظائف مقررکئے گئےاورزبانی تعلیم کے علاوہ املاء کاطریقہ بھی رائج کیاگیا۔عباسی دورمیں دینی تعلیم نے زیادہ منظم صورت اختیارکی اوراسے حکومت کی

بھرپور سرپرستی حاصل ہوگئی۔ اس دور میں یونانی فلسفہ شامل نصاب ہوا۔ اس طرح وقت کے ساتھ ساتھ نصاب تعلیم میں قرآن وسنت کے علاوہ دیگر علوم بھی شامل ہوتے گئے۔ برصغیر میں اورنگ زیب عالمگیرؒ کے عہد میں مدرسہ فرنگی محل، لکھنؤ کی بنیاد پڑی۔ مدرسہ کے بانی ملانظام الدین تھے جن کی نسبت سے دینی تعلیم کا نصاب "درس نظامی" مشہور ہوا۔ اس نصاب میں صرف ونحو، منطق وفلسفہ، فقہ واصول فقہ اور عربی وفارسی زبان وادب پر خصوصی زور دیا گیا۔ بعد میں برصغیر پاک وہند کے اکثر وبیشتر دینی مدارس نے اسی نصاب کو اپنالیا۔[۴]

مولانا ظہور احمد بگویؒ نے دارالعلوم عزیزیہ میں درس نظامی کے نصاب کو ترمیم واضافہ کے ساتھ جاری رکھا۔ اس کے ساتھ ضرورت زمانہ اور حالات حاضرہ کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک چارسالہ نصاب التعجیل بھی ترتیب دیا گیا۔ آپؒ کے زیر اہتمام دارالعلوم میں نصاب تعلیم کے مندرجہ ذیل پانچ درجات تجویز کئے گئے:

۱۔ نصاب التعجیل:

اس کا مقصد یہ تھا کہ چارسال کی قلیل مدت میں ایک اوسط قابلیت کے طالب علم کو قرآن، حدیث، تفسیر، فقہ، صرف ونحو، منطق، فلسفہ، معانی، فن مناظرہ وتقریر اور فارسی نظم ونثر وغیرہ علوم میں اچھا درک پیدا ہوسکے۔ اس درجہ میں وہ طالب علم داخل کئے جاتے تھے جو کم ازکم اُردو لکھ پڑھ سکتے ہوں اور قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرچکے ہوں۔ اس نصاب سے مقصود تھوڑے عرصہ میں مساجد کے لئے امام اور تبلیغ کے لئے مبلغ تیار کرنا تھا۔ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

سال اول:

نماز اور چھ کلموں کا ترجمہ۔ کریما، مصدر فیوض، پندنامہ عطار، گلستان (دوباب)، بوستان (تین باب مع دیباچہ)، مالابدمنہ۔ فارسی سے اُردو اور اُردو سے فارسی میں ترجمہ کرنا۔ حساب میں پہاڑہ، گنتی، جمع، تفریق، ضرب، تقسیم۔ خوش خطی، مضمون نویسی وغیرہ۔

سال دوم:

پنج گنج مع ابواب (صیغہ شناسی وتعلیلات)۔ نحو میر، مائۃ عامل حفظ، ہدایت النحو، قدوری کامل، مرقات، تلخیص المفتاح، اصول الشاشی۔ ترجمہ قرآن مجید نصف اول۔ مضمون نویسی اور تقریر کی مشق۔

سال سوم:

شرح وقایہ، شمسیہ، متن قطبی، جلالین نصف اول۔ ترجمہ قرآن مجید بقیہ نصف دوم۔ ہدیہ سعدیہ، شریفیہ متن رشیدیہ، سراجی۔ مضمون نویسی اور تقریر کی مشق۔

سال چہارم:

شرح عقائد، ہدایہ آخرین، مشکوٰۃ شریف، جلالین بقیہ نصف دوم۔ مختصر المعانی، دیوان متنبی، تردید مذاہب باطلہ کے لئے کتب کا مطالعہ اور مناظرہ کی مشق۔ (۵)

۲۔　نصاب التکمیل (درس نظامی):

آٹھ سال کے عرصہ میں درس نظامی کے مکمل نصاب کی تکمیل کی جاتی۔ فاضل کو علوم معقول ومنقول پر عبور حاصل ہو جاتا اور وہ بطور عالم، مفتی، مدرس اور محقق خدمات سرانجام دے سکتا تھا۔

۳۔　مبلغ کورس:

مجلس حزب الانصار کے شعبہ تبلیغ کے زیر اہتمام دارالعلوم میں نوجوان علماء وطلباء کی خصوصی تربیت کا اہتمام کیا گیا جو مبلغ ومناظر بننے کی صلاحیتوں سے بہرہ ور تھے۔ یہ دو سالہ مبلغ کورس تھا۔ اس پروگرام کا مقصد ایسے مبلغ ومناظر تیار کرنا تھا جو قرآنی بصیرت کے مالک اور اسلام کا عملی نمونہ ہوں۔ جدید علوم وفنون اور حالات زمانہ سے بخوبی واقف ہوں۔ مبلغ ومناظر ہونے کے ساتھ ساتھ مدبر ومصلح ہوں اور اسلامی حقائق ومعارف کو صحیح معنوں میں غیر مسلم اقوام کے سامنے پیش کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ یکم مئی ۱۹۳۵ء کو اس کی پہلی تبلیغی کلاس کا افتتاح ہوا اور مولانا سید نذیر الحق قادری میرٹھیؒ اس کے پہلے معلم ونگران مقرر ہوئے۔ (۶)

۴۔　مولوی فاضل کلاس:

یکم جولائی ۱۹۳۶ء کو دارالعلوم عزیزیہ میں مولوی فاضل کلاس کا افتتاح ہوا۔ اس کے لئے پنجاب یونیورسٹی، اورینٹل کالج لاہور کا منظور شدہ نصاب زیر تدریس تھا۔ مولوی فاضل کلاس اس اعتبار سے اہم تھی کہ دینی مدرسے میں تعلیم حاصل کر کے طلباء جامعہ پنجاب سے سند لے سکتے تھے اور پھر سرکاری مدارس میں ملازمت کر سکتے تھے۔ ان تمام طلباء کے مفت قیام وطعام کی ذمہ داری دارالعلوم پر تھی۔ (۷)

۵۔ شعبہ حفظ و تجوید قرآن:

یہ دارالعلوم کا قدیم ترین شعبہ ہے۔اس شعبہ میں داخل طلباء کو قرآن مجید کے حفظ و ناظرہ اور تجوید کی تعلیم دی جاتی ہے۔طالب علم کی دل چسپی، محنت اور استعداد پر منحصر ہوتا ہے کہ وہ کتنے عرصہ میں تعلیم مکمل کرتا ہے۔اس کے لئے کوئی خاص مدت مقرر نہیں ہے تاہم اس امر پر نگاہ رکھی جاتی ہے کہ کوئی طالب علم ساڑھے تین سال سے زائد عرصہ حفظ و تجوید پر صرف نہ کرے۔ناظرہ قرآن مجید دس، گیارہ ماہ میں بآسانی پڑھایا جاتا ہے۔بعض منتخب طلباء کو قرآن مجید باترجمہ اور چند فقہی مسائل پر مشتمل کتب کا ایک مخصوص نصاب بھی پڑھایا جاتا ہے۔اس شعبہ سے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلباء بھی اپنے فارغ اوقات میں استفادہ کرتے رہتے ہیں۔مولانا ظہور احمد بگویؒ کے عہد میں درج ذیل قاری اور حافظ صاحبان اس شعبہ سے وابستہ رہے۔

۱۔حافظ سجاول خان	۲۔حافظ مبارک دین
۳۔حافظ محمد خان	۴۔حافظ سعید احمد
۵حافظ سلطان محمود	۶۔حافظ خدایار
۷۔حافظ غلام محمد	۸۔قاری معین الدین الہ آبادی

۹۔حافظ غلام یسین (آپؒ ۱۹۳۲ء سے ۱۹۶۱ءتک طویل عرصہ دارالعلوم کے ساتھ منسلک رہے اور استاد الحفاظ کہلاتے تھے)(۸)

مولانا بگویؒ کے دور میں بنیادی طور پر دارالعلوم کا نصاب انہی کتب پر مشتمل رہا جسے درس نظامی کہتے ہیں۔تاہم اس سلسلہ میں دارالعلوم کی انتظامیہ نے کبھی تنگ نظری کا مظاہرہ نہیں کیا۔وہ حالات اور ضروریات کے مطابق کتابوں کی تعداد میں کمی بیشی کرتے رہے۔مولانا ظہور احمد بگویؒ اضافی عصری تعلیم کے حق میں تھے۔آپؒ عربی و فارسی کے ساتھ اُردو کی دینی کتب کے مطالعہ اور نوشت و خواند کی صلاحیت کو بھی نہایت اہم سمجھتے تھے۔آپ نے دارالعلوم میں انگریزی زبان کی تعلیم کے لئے بھی استاد کا انتظام کیا۔

طلباء کے لئے دستور العمل / سہولیات:

دارالعلوم میں ۲۰ شعبان المعظم سے دس شوال تک سالانہ تعطیلات ہوتیں۔ان تعطیلات کے بعد نئے تعلیمی سال کا داخلہ گیارہ شوال سے ۲۵ شوال تک جاری رہتا۔داخلہ کے وقت طالب علم کے والد یا سرپرست کا ہمراہ

ہوناضروری تھا۔کسی دوسرے ادارے سے اپنی تعلیم اُدھوری چھوڑکر آنے والے طلباء وہاں کے منتظم/مہتمم سے "رضامندی کاتصدیق نامہ" (NOC) بنواکرلاتے۔(۹)

طلباء کودارالعلوم کی طرف سے ضرورت کی حسب ذیل اشیاء مہیاکی جاتیں:

۱۔ دونوں وقت دسترخوان پر کھاناکھلایاجاتا۔

۲۔ ہرچھ ماہ بعدطالب علم کوایک چادر،ایک کرتااورایک ٹوپی مہیاکی جاتی۔موسم سرمامیں لحاف،بستر اور تکیہ بھی دیاجاتا۔

۳۔ رہائش کے لیےدارالعلوم کے ساتھ دارالاقامہ کی سہولت موجود تھی۔چارپائیاں مہیاکی جاتیں اورفی کمرہ ایک لیمپ دیاجاتا۔ہرجمعرات کوسرمیں لگانے کے لئے تیل اورکپڑے دھونے کے لئے صابن فراہم کیاجاتا۔

۴۔ دیگرمتفرق ضروریات کے لئے ہرچھ ماہ بعدتمام طلبہ کوکچھ رقم دی جاتی۔پڑھنے کے لئے درسی کتب بھی دارالعلوم کے کتب خانے سے فراہم کی جاتیں۔

۵۔ ذہین طلباء کے لئے ماہانہ وظائف مقررکئے گئے۔

۶۔ طلباء کوعلاج معالجہ کی سہولت ،کرایہ،جوتے وغیرہ بھی فراہم کئے جاتے۔

۷۔ طلباء کی ذہنی نشوونما اوراساتذہ کوحالات حاضرہ سے باخبررکھنے کے لئے دارالمطالعہ قائم کیاگیاجہاں روزنامے،ہفتہ واری اورماہانہ اخبارات وجرائدکاانتظام کیاگیا۔(۱۰)

طلباء کے لئے حسب ذیل امورکی پابندی لازمی تھی:

۱۔ کسی شخص سے اپنی ذات کے لئے سوال نہیں کرنا۔

۲۔ دارالعلوم کے قواعدوضوابط کی پابندی اوراوقات تعلیم میں درس گاہ میں حاضری

۳۔ مغرب کے بعدسے نمازفجرکی ادائیگی تک دارالاقامہ سے باہرکسی جگہ جانے کی ممانعت

۴۔ نمازپنجگانہ کی جماعت کے ساتھ ادائیگی اورشریعت کے ظاہری احکام کی پابندی وغیرہ۔ (۱۱)

اوقات تدریس:

اذان فجر سے قبل تمام طلباء کو بیدار کر دیا جاتا تاکہ نماز کی ادائیگی تک وہ اپنے گزشتہ اسباق دہرالیں۔ نماز کے بعد تمام طلباء تقریباً نصف گھنٹہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے، اس کے بعد اپنے اپنے اسباق کی تیاری میں مصروف ہوجاتے۔ ناشتہ کے بعد دوپہر تک درس وتدریس کا سلسلہ جاری رہتا۔ اس کے بعد نماز ظہر تک طلباء آرام کرتے۔ بعد نماز ظہر سے عصر تک دوسری نشست ہوتی۔ عصر کے بعد طلباء کو کھیل کود کا موقع فراہم کیا جاتا۔ رات کے کھانے اور عشاء کی نماز کے بعد تیسری نشست کا آغاز ہوتا جو تقریباً ڈھائی گھنٹے جاری رہتی۔ اس کے بعد آرام کے لئے طلباء اپنے اپنے کمروں میں چلے جاتے۔ (۱۲)

دارالعلوم کی عمارت:

مولانا ظہور احمد بگویؒ کے زیر اہتمام دارالعلوم میں طلباء کی کثیر تعداد دوسری جگہوں سے آکر بغرض تعلیم مقیم تھی۔ اسی طرح کافی تعداد میں عصری تعلیم کے نادار طلباء بھی دارالعلوم میں مقیم تھے جو جدید تعلیم کے ساتھ قرآن مجید کی تعلیم بھی حاصل کرنا چاہتے تھے۔ طلباء کی کثرت تعداد کی وجہ سے رہائش کے لئے موجود بندوبست ناکافی ثابت ہوا۔ چنانچہ آپؒ نے طلباء کے لئے دارالاقامہ (Hostel) کی تعمیر کا منصوبہ بنایا۔ ۲۳ ستمبر ۱۹۳۶ء کو حضرت مولانا خواجہ ابو السعد احمد خان نقشبندیؒ، سجادہ نشین خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ سراجیہ کندیاں شریف (میانوالی) نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اس کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس دوران دارالعلوم کے لئے ایک ہال، چھ تدریسی کمرے اور گیارہ کمروں پر مشتمل دارالاقامہ تعمیر کیا گیا۔ آپؒ کے جانشین حضرت مولانا افتخار احمد بگویؒ کے دور میں دارالاقامہ کے ان رہائشی کمروں کے سامنے ایک طویل برآمدہ تعمیر ہوا جس سے دارالعلوم کی عمارت مکمل ہوگئی۔ نیز کتب خانہ کے لئے ایک وسیع، کشادہ اور روشن ہال تعمیر کروایا گیا۔ دارالاقامہ میں طلباء کو رہائش کے علاوہ تین وقت کا کھانا، چارپائی، بستر، بجلی اور برقی پنکھوں کی سہولت بھی فراہم کی گئی تاکہ طلباء موسم کی شدت کے باوجود زیادہ آرام اور دلجمعی سے پڑھ سکیں۔ اس کے علاوہ طلباء کے علاج معالجے کے لئے اطباء کی خدمات حاصل کی گئیں جن میں جناب حکیم برکات احمد بگویؒ، جناب حکیم ایرانیؒ، جناب حکیم خواجہ احسان الٰہی اور جناب ڈاکٹر نثار احمد شامل تھے۔ دارالعلوم کے یہ تمام اخراجات مخیر حضرات کے عطیات سے پورے کئے جاتے تھے اور باقاعدہ آڈٹ کروایا جاتا۔ دارالعلوم کو دیئے جانے والے عطیات انکم ٹیکس سے مستثنیٰ تھے۔ (۱۳)

اساتذہ دارالعلوم:

۵نومبر ۱۹۲۹ء میں مجلس حزب الانصار کی تاسیس کے بعد مولانا ظہور احمد بگویؒ نے دارالعلوم عزیزیہ کی تجدید وترقی کے لئے ان تھک جدوجہد کی۔اس وقت آپؒ کے پاس کام کرنے والے رفقاء اور دنیاوی وسائل موجود نہ تھے۔آپؒ نے جس بے سروسامانی کے عالم میں اپنی مہمات کا آغاز کیا وہ آپؒ کے ایمان،عزم اور قائدانہ صلاحیتوں کا غماز ہے۔آپؒ اور آپ کے رفقائے کار کی محنت اور لگن سے تھوڑے ہی عرصہ میں دارالعلوم کا شمار ملک کے بہترین دینی اداروں میں ہونے لگا۔ذیل میں ۱۹۲۹ء سے ۱۹۴۵ء (آپؒ کی وفات) تک دارالعلوم عزیزیہ کے شعبہ علوم اسلامیہ وشرقیہ میں بطور مدرس اور صدر مدرس خدمات سرانجام دینے والے چند اساتذہ کی فہرست پیش خدمت ہے:

نمبر شمار	نام مدرس	عہدہ	عرصہ قیام
۱	مولانا عبد الرحمٰن	صدر مدرس	دسمبر ۱۹۲۹ء تا مئی ۱۹۳۰ء
۲	مولانا محمد مبارک	مدرس	۱۹۳۰ء
۳	مولانا عبد الخالق	مدرس / صدر مدرس	جنوری ۱۹۳۰ء تا جنوری ۱۹۳۲ء
۴	مولانا تازہ گل	مدرس	۱۹۳۱ء
۵	مولانا عبد الحمید، کٹھیالہ شیخاں	مدرس / صدر مدرس	فروری ۱۹۳۲ء تا نومبر ۱۹۳۶ء
۶	مولانا کرم دین	مدرس	اکتوبر ۱۹۳۲ء تا دسمبر ۱۹۳۲ء
۷	مولانا محمد اسلم خان	مدرس	اپریل ۱۹۳۴ء تا جون ۱۹۳۴ء
۸	مولانا عطاء محمد شاہ پوری	مدرس	مئی ۱۹۳۵ء تا اگست ۱۹۳۶ء
۹	علامہ رحمت اللہ ارشد جامعی (سابق ممبر پنجاب اسمبلی)	مدرس / ناظم تعلیمات	اکتوبر ۱۹۳۵ء تا فروری ۱۹۳۷ء
۱۰	مولانا فتح محمد، مولوی فاضل	مدرس	دسمبر ۱۹۳۵ء تا جنوری ۱۹۳۷ء
۱۱	مولانا محمد دین بدھوی	صدر مدرس	۱۹۳۵ء تا ۱۹۳۷ء

۱۲	مولانا غلام اللہ خان (بانی دارالعلوم تعلیم القرآن و جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ راولپنڈی)	مدرس	۱۹۳۶ء تا ۱۹۳۷ء
۱۳	مولانا محمد قاسم ہزاروی بالاکوٹی	صدر مدرس	۱۹۳۷ء تا اکتوبر ۱۹۳۹ء
۱۴	مولانا عبدالحق، حضرو (اٹک)	مدرس	جنوری ۱۹۳۷ء تا اگست ۱۹۴۰ء
۱۵	مولانا عبدالحئ	مدرس	اپریل ۱۹۳۷ء تا مئی ۱۹۳۷ء
۱۶	مولانا عبدالرحمٰن میانوی	مدرس	۱۹۳۷ء
۱۷	مولانا غلام محمد	مدرس	دسمبر ۱۹۳۷ء تا فروری ۱۹۳۸ء
۱۸	مولانا پیر محمد	مدرس	مئی ۱۹۳۸ء تا جولائی ۱۹۵۶ء
۱۹	مولانا منظور احمد	مدرس	ستمبر ۱۹۳۸ء تا نومبر ۱۹۳۸ء
۲۰۔	مولانا خواجہ خان محمد، سجادہ نشین، کندیاں شریف	مدرس	دسمبر ۱۹۳۸ء تا نومبر ۱۹۳۹ء
۲۱	مولانا افتخار احمد بگوی	مدرس	دسمبر ۱۹۳۸ء تا اکتوبر ۱۹۴۴ء
۲۲	مولانا محمد عبداللہ	صدر مدرس	نومبر ۱۹۳۹ء تا ستمبر ۱۹۴۰ء
۲۳	مولانا مشتاق احمد	مدرس	نومبر ۱۹۳۹ء تا اگست ۱۹۴۱ء
۲۴	مولانا غلام یٰسین، فاضل جامع امینیہ دہلی	مدرس	۱۹۳۹ء
۲۵	مولانا سکندر علی ہزاروی	مدرس	اکتوبر ۱۹۴۰ء تا مارچ ۱۹۴۱ء
۲۶	مولانا محمد حسین شوق پپلانوی	صدر مدرس	نومبر ۱۹۴۰ء تا اگست ۱۹۴۲ء
۲۷	مولانا مفتی سید سیاح الدین کاکاخیل	مدرس/صدر مدرس	جولائی ۱۹۴۲ء تا جون ۱۹۴۵ء

۲۸	مولانامحمد عظیم(فاضل دیوبند/ندوۃ العلماء)	مدرس	اکتوبر۱۹۴۲ءتانومبر ۱۹۴۳ء
۲۹	مولانابشیر احمد پسروری	مدرس	اکتوبر۱۹۴۲ءتامئی ۱۹۴۶ء
۳۰	مولانامحمد خلیل الرحمن	مدرس	اپریل۱۹۴۳ءتانومبر ۱۹۴۳ء
۳۱	مولاناعبدالقدوس	مدرس	جون۱۹۴۳ءتااگست ۱۹۴۳ء
۳۲	مولاناسعیدالرحمن	مدرس/صدر مدرس	اگست۱۹۴۲ءتافروری۱۹۴۶ء [۱۴]

دارالعلوم عزیزیہ کے اساتذہ کرام کی فہرست پر ایک نظر ڈالنے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ان میں اکثر ایسے علماء شامل رہے ہیں جو برصغیر پاک وہند کی علمی ودینی سرگرمیوں میں بلند مقام کے حامل تھے۔ علمائے بگہ کے علمی مقام ومرتبہ اوران اساتذہ کی محنت ولگن کی بدولت پنجاب بھر سے کثیر تعداد میں طلباء نے اس دارالعلوم کارُخ کیااور اپنی علمی پیاس کوبجھایا۔ ان اساتذہ میں اہل سنت کے دونوں مکاتب فکر دیوبندی وبریلوی کے مدرسین شامل رہے ہیں۔

تلامذہ:

مولاناظہور احمد بگوی کے زیر اہتمام دارالعلوم عزیزیہ سے سینکڑوں علماءوحفاظ فارغ التحصیل ہوئے جن میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ مولاناخواجہ خان محمد، سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ مجددیہ کندیاں شریف وصدر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ۲۔ مولانا قاضی مظہر حسین، خلیفہ حضرت مولاناسید حسین احمد مدنی، چکوال ۳۔ مولانا قاضی عبدالقادر، خلیفہ حضرت مولاناشاہ عبدالقادر رائے پوری، ڈھڈیاں شریف ۴۔ مولانا قاضی عبدالوحید، مہتمم مدرسہ عربیہ قادریہ، ڈھڈیاں شریف ۵۔ مولانامحمد رمضان علوی، خطیب جامع مسجد گلشن آباد، راولپنڈی ۶۔ مولاناحکیم برکات احمد بگوی، صدر انجمن فدایانِ رسول ﷺ ، بھیرہ ۷۔ مولانامحمد اسلم شاہ پوری، خطیب جامع مسجد نشتر میڈیکل کالج ملتان ۸۔ مولانامحمد رفیق، خطیب جامع مسجد گورنمنٹ کالج سرگودھا (موجودہ یونیورسٹی آف سرگودھا) ۹۔ مولاناحافظ عبدالرحمٰن، خطیب جامع مسجد حفظانہ، بھیرہ ۱۰۔ مولاناافتخار احمد بگوی، ثانی امیر مجلس حزب الانصار ، بھیرہ ۱۱۔ مولاناحکیم محمد عالم چھموں، ضلع گجرات ۱۲۔ مولاناپیر سید محمد شاہ، سجادہ نشین خانقاہ نقشبندیہ، بھیرہ

۱۳۔ مولانا پیر سید شمس الامیر گیلانی، بھیرہ ۱۴۔ مولانا صاحبزادہ عبد الغفور، سجادہ نشین نور خانیوالہ ۱۵۔ مولانا صاحبزادہ محبوب الرحمٰن، سجادہ نشین نور خانیوالہ ۱۶۔ مولانا قاضی محمد رضا، خطیب نلی، ضلع خوشاب ۱۷۔ مولانا محمد اکرم، خطیب کھیوڑہ، ضلع جہلم ۱۸۔ مولانا حکیم شاہ محمد شیخ پوری، بھیرہ ۱۹۔ مولانا عبد المنان دہلوی، مشہور عربی شاعر ۲۰۔ مولانا تاج رسول، کھیوڑہ ضلع جہلم ۲۱۔ مولانا نور محمد، خطیب مسجد گورنر ہاؤس لاہور ۲۲۔ مولانا غلام دستگیر جہلمی ۲۳۔ مولانا حافظ منظور احمد، خطیب فیصل آباد ۲۴۔ مولانا سلطان احمد فاروقی، خطیب لاہور ۲۵۔ مولانا محمد عظیم بدر، مدرس گورنمنٹ ہائی سکول ملکوال ۲۶۔ مولانا غلام اصفیاء، میانہ ضلع سرگودھا ۲۷۔ مولانا سید حسین الدین شاہ سلطان پوری، خطیب و مہتمم مدرسہ جامع مسجد سبزی منڈی، راول پنڈی۔[۱۵]

دارالعلوم عزیزیہ سے فارغ التحصیل ان طلباء میں اپنے دور کے نامور علماء و مدرسین شامل ہیں جنہوں نے برصغیر پاک و ہند میں علمی و دینی حوالے سے گراں قدر خدمات سر انجام دیں۔ یہ بھی اس دارالعلوم کا امتیاز ہے کہ اس سے وابستہ اساتذہ و طلباء میں بریلوی و دیوبندی دونوں مکاتب فکر کے لوگ شامل رہے کیوں کہ دارالعلوم اور اس کے مختلف شعبہ جات فرقہ واریت سے دور اتحاد بین المسلمین کی پالیسی پر کاربند ہیں۔

جمعیت طلبہ عزیزیہ:

دارالعلوم میں درس و تدریس کے علاوہ طلباء کی صلاحیتیں اُجاگر کرنے کے لیے "جمعیت طلباء عزیزیہ" کی تشکیل کی گئی۔ جمعیت کے زیر اہتمام "بزمِ اصلاح الکلام" کے تحت ہر جمعرات بعد از نماز عشاء مدرسین اور طلباء کے مذاکرے اور تقریری نشستیں منعقد ہوتیں۔ اس فورم کا اصل مقصد طلباء کو غیر درسی سرگرمیوں میں اکٹھے بٹھانا، آداب معاشرت سکھانا اور فن تقریر سے روشناس کروانا تھا۔ کسی دیئے گئے موضوع یا بعض اوقات اپنی پسند کے عنوان سے طلباء خود تقریر تیار کرتے اور پھر بزم اصلاح الکلام میں حاضرین کے سامنے پیش کرتے۔ صدر مجلس اور اساتذہ کرام طلباء کی طرف سے کی گئی تقاریر پر بحث کرتے، مضبوط یا کمزور نکات سے آگاہ کرتے اور ان کی اصلاح کرتے۔ اکثر شرکاء مجلس بھی تقریر پر اپنی رائے دیتے تھے۔ اس مشق سے طلباء کی جھجک دور ہوتی اور انہیں مجمع میں بولنے کا حوصلہ ملتا۔ تنقید و تحسین سے ان کے اندر مزید بہتری کا جذبہ پیدا ہوتا۔ اس فورم نے دارالعلوم عزیزیہ کے طلباء میں بڑے اچھے مقرر پیدا کئے۔ بعض اوقات اسلامی، تاریخی اور معلومات عامہ سے متعلق سوال و جواب کا انعامی مقابلہ بھی ہوتا۔ ان نشستوں اور تعلیمی مقابلوں کا مقصد یہ ہوتا کہ طلباء وعظ و تقریر کے فن سے آگاہ ہوں اور ان میں خود اعتمادی اور آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا ہو۔

نیز ان میں آداب مجلس کا شعور پیدا ہو۔اس کے علاوہ جمعیت طلباء کے زیراہتمام جسمانی تربیت وصحت کے لئے مختلف کھیلوں مثلاً کبڈی، والی بال اور بیڈمنٹن کے مقابلوں کا بھی انعقاد کیا جاتا تاکہ طلباء جسمانی طور پر بھی مضبوط رہیں۔۔(١٦)

امتحانات:

طلباء کی تعلیمی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لئے دارالعلوم میں باقاعدہ ماہانہ، سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ امتحانات کا انعقاد ہوتا تھا۔امتحانات کے لئے تحریر وتقریر دونوں ذرائع استعمال ہوتے تھے۔امتحانات کے بعد اساتذہ وانتظامیہ کا اجلاس منعقد ہوتا جس میں طلباء واساتذہ کی تعلیمی وتدریسی کارکردگی اور مسائل وضروریات پر بحث وتمحیص کی جاتی اور اصلاح احوال کے لئے اقدامات تجویز کئے جاتے تھے۔سالانہ امتحان مہمان عالم دین/ماہر تعلیم کی نگرانی میں منعقد ہوتا۔۱۹۲۹ء مولانا ظہور احمد بگویؒ کے دوراہتمام وتولیت میں مولانا صاحبزادہ محمد حنیفؒ سجادہ نشین کوٹ مومن ضلع سرگودھا اور مولانا غلام محمد پیپلانویؒ دارالعلوم کے ممتحن رہے۔بورڈ/یونیورسٹی کے سرکاری امتحانات میں شریک طلباء کی حوصلہ افزائی کے لئے ان کو داخلہ فیس بھی دارالعلوم کی طرف سے دی جاتی۔تعلیم مکمل کرنے کے بعد فارغ التحصیل طالب علم کو دارالعلوم کی طرف سے سند دی جاتی۔یہ سند عربی زبان میں ہوتی۔(١٧)

ذیل میں نمونے کے طور پر دارالعلوم عزیزیہ کے سالانہ امتحان منعقدہ اگست ۱۹۳۶ء کی رپورٹ پیش خدمت ہے جس کے ممتحن مولانا صاحبزادہ محمد حنیفؒ سجادہ نشین کوٹ مومن تھے:

> ”مورخہ ۵،۶ اگست ۱۹۳۶ء کو میں نے دارالعلوم عزیزیہ واقع جامع مسجد بھیرہ کا امتحان کے لئے معائینہ کیا۔مجموعی تعداد طلباء ۱۱۵ ہے۔مدرسین کی تعداد پانچ ہے جن میں سے ایک حافظ قرآن مدرس ہے اور چار نامی علماء تدریس کے اہم فرائض پر مامور ہیں، مولانا عبدالحمید، مولانا فتح محمد، علامہ رحمت اللہ ارشد اور مولانا عطاء محمد۔ان کے علاوہ جماعت مرکزی مجلس حزب الانصار نے تبلیغی سرگرمی کے لئے مولانا پیر منیر شاہ خوشابی اور مولانا عبدالرحمن میانوی کو مقرر کیا ہوا ہے۔امیر جماعت حضرت مولانا ظہور احمد بگویؒ بذات خود شب وروز تبلیغی جوش میں منہمک ہیں۔عملہ تبلیغ وتدریس علمی قابلیت اور حسن اخلاق کا خوش کن مجموعہ ہے۔طلباء بالعموم تحریر وتقریر میں لائق ہیں اور مجھے امید واثق ہے کہ یہ علمی درس گاہ مستقبل میں دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے گی۔“(١٨)

زبانی امتحان کے علاوہ طلباء کے تحریری امتحانات کے نتائج باقاعدہ دستاویزی طور پر مرتب کئے جاتے تھے۔

ذیلی مدارس:

مجلس حزب الانصار کے تحت دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ کی مختلف شہروں میں مندرجہ ذیل شاخیں قائم کی گئیں:

۱۔ مدرسہ عربیہ اسلامیہ کھیوڑہ، ضلع جہلم۔ ناظم: مولانا مقصر شاہ کاکاخیل۔ آغاز اپریل ۱۹۳۵ء۔

۲۔ ذیلی شاخ دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ، جامع مسجد میانی ضلع شاہ پور۔ ناظم: مولانا محمد سعید، فاضل دارالعلوم اسلامیہ ڈابھیل(ہندوستان)۔ آغاز نومبر ۱۹۳۶ء۔

۳۔ مدرسہ نعمانیہ جیلیانوالی، کہروڑپکا، ضلع ملتان۔ ناظم: مولانا محمد سعید قریشی۔ آغاز جنوری ۱۹۳۹ء۔

۴۔ مدرسہ عربیہ اسلامیہ واربرٹن، ضلع شیخوپورہ۔ مدرسین: مولانا افتخار احمد بگویؒ، مولانا خواجہ خان محمد، سجادہ نشین کندیاں شریف۔

۵۔ مدرسہ محمدیہ قادیان، ضلع گورداس پور۔ زیر انتظام مجلس حزب الانصار۔ دسمبر ۱۹۳۶ء سے

۶۔ مولانا نصیر الدین بگویؒ کی یاد میں مدرسہ نصیریہ بھیرہ کا اجراء، یکم مئی ۱۹۳۴ء سے۔ طلباء کیلئے دینی و عصری تعلیم کا انتظام (۱۹)

الغرض مولانا ظہور احمد بگویؒ نے زمانے کے حالات وضروریات کے مطابق دارالعلوم عزیزیہ کے نظام تعلیم، نصاب تعلیم اور تربیتی نظم میں موثر اور دوررس تبدیلیاں کیں تاکہ طلباء قدیم وجدید دونوں قسم کے علوم وفنون سے بہرہ ور ہو کر عالم، مدرس اور مبلغ بننے کے ساتھ ساتھ علم و عمل کے پیکر بنیں اور عوام کی ہدایت اور دین کی تقویت کا باعث ہوں۔ آپؒ نے دارالعلوم کو ہمیشہ فرقہ واریت اور فروعی تنازعات سے دور رکھا اور اتحاد بین المسلمین کی پالیسی پر کاربند رہے، جو کہ آپؒ کی بالغ نظری اور روشن خیالی کی بہترین دلیل ہے۔

مولانا افتخار احمد بگویؒ کا دور اہتمام وانصرام:

مولانا ظہور احمد بگویؒ کی وفات (۱۹۴۵ء) کے بعد مولانا افتخار احمد بگویؒ نے دارالعلوم عزیزیہ کے مہتمم کے طور پر ذمہ داری سنبھالی اور اس کو نہایت حسن تدبیر سے نبھایا۔ آپؒ نے وقت کے تقاضوں کے پیش نظر ادارے کو وسعت دی اور دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم کی سہولتیں بہم پہنچانے کے لئے بگویہ اسلامیہ ہائی سکول اور اقراء پرائمری سکولز کا اجراء کیا۔ دارالعلوم کی عمارت میں قابل قدر اضافے کئے، کتب خانے کو مزید ترقی دی اور اس کے لیے ایک وسیع، روشن اور کشادہ ہال تعمیر کروایا۔ مولانا ظہور احمد بگویؒ کی اچانک وفات کے بعد اس مرکز علمی کا سنبھالنا کوئی

آسان کام نہ تھامگر جس کامیابی سے آپؒ نے اس کاانتظام وانصرام سرانجام دیااوراس کے مختلف شعبوں کووسعت وجدت سے ہمکنار کیا،وہ اپنی مثال آپ ہے۔[۲۰] اسی اثناء میں تقسیم ہندکاواقعہ پیش آیا۔اس عظیم الشان مدرسہ کوچلانے کے لئے زیادہ ترمالی امدادکان پور،کلکتہ اور متحدہ ہندوستان کے دیگرعلاقوں سے ملتی تھی کیونکہ ان علاقوں میں بانی مجلس حزب الانصارمولانا ظہور احمدبگویؒ کاکافی اثرورسوخ تھا۔تقسیم ہندکےبعدان علاقوں کے مخیر حضرات سے عملاًکوئی تعلق نہ رہااور بعض کے کاروبار بھی ان ہنگاموں میں تباہ وبربادہوگئے جس کے نتیجے میں وہ قابل ذکرمالی امدادبالکل مسدودہوگئی۔ادھر تقسیم ہندکے بعدپاکستان میں دینی وعلمی اداروں کی ضرورت بھی بڑھ گئی۔ یہ وہ وقت تھاکہ بظاہر دارالعلوم کے بندہونے کااحتمال تھامگرمولاناافتخاراحمدبگویؒ نے ان ناموافق حالات میں نہ صرف دارالعلوم کوجاری رکھنے کافیصلہ کیابلکہ ضرورت کے پیش نظرمولاناخدابخش دہلویؒ، شیخ الحدیث جامعہ امینیہ دہلی کی خدمات حاصل کرکے دورہ حدیث کابھی آغاز فرمادیا۔[۲۱]

آغازدورۂ حدیث:

درسِ نظامی میں تعلیم کاانتہائی درجہ دورہ حدیث ہے۔اس کے بعدطالب علم کوسندفراغت ملتی ہے۔ ۱۹۴۷ء میں مولاناافتخاراحمدبگویؒ کے زیراہتمام دارالعلوم عزیزیہ میں دورۂ حدیث کاآغازہواجوکہ نہایت مفیدپیش رفت تھی۔حضرت مولاناخدابخش دہلویؒ مدرسہ امینیہ دہلی میں شیخ الحدیث کے عہدہ پر فائزتھے۔آپؒ کاآبائی علاقہ للٰہ شریف تھا۔یہ قیام پاکستان کاسال تھاچنانچہ مولاناخدابخشؒ ہجرت کرکے پاکستان تشریف لائے تومولاناافتخاراحمدبگویؒ نے اس موقع کوغنیمت جانا اورآپؒ سے درخواست کی کہ وہ دارالعلوم میں طلباء کوعلم حدیث سے فیض یاب کریں۔حضرت شیخ الحدیثؒ نے حامی بھرلی۔چنانچہ دسمبر۱۹۴۷ء میں دارالعلوم میں دورہ حدیث کاآغازہوا۔اس سے پہلے عام طورپرشمالی پنجاب کے طلباء کودورہ حدیث کے لئے دیوبند،سہارن پور،دہلی وغیرہ کے مراکزعلمی میں جاناپڑتاتھا۔تقسیم برصغیرکے بعداس کے لئے کافی مشکلات کاسامناکرناپڑتامگردارالعلوم عزیزیہ میں اس کے آغازسے طالبان علوم دینیہ کوبہت فائدہ ہوا۔[۲۲] شمس الاسلام مئی ۱۹۴۹ء کے مطابق:

”دارالعلوم عزیزیہ کوجاری ہوئے اکیس سال ہونے کوہیں۔اس عرصہ میں سوائے دورۂ حدیث کے باقی تمام فنون کی تعلیم دی جاتی تھی۔پنجاب وسرحدکے طلباء یہاں سے فارغ ہوکرہندوستان دورۂ حدیث کے لئے جایاکرتے تھے۔تقسیم ہندوستان کے بعدضرورت محسوس ہوئی کہ دولت خدادادپاکستان میں حدیث شریف

کی تعلیم کاانتظام کیاجائے تاکہ متعلمین علوم دینیہ کی تعلیم تشنہ تکمیل نہ رہ جائے۔اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے سب سے پہلے کارکنان حزب الانصارنے اس کارخیر میں سبقت کی اور شیخ الحدیث جامع المعقول والمنقول حضرت مولاناخدابخش صاحب کی خدمات حاصل کرلیں۔دورہ حدیث کااعلان کردیاگیااورحدیث شریف کی تعلیم شروع کردی گئی۔اب بفضلہ تعالیٰ شعبان المعظم میں دورہ حدیث شریف پایہ تکمیل تک پہنچ رہاہے اورپندرہ شعبان کوبخاری شریف کااختتام ہو گا۔"[۲۳]

شیخ الحدیث مولاناخدابخش للٰہ، ضلع جہلم کے رہنے والے تھے۔بھیرہ میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعداعلیٰ تعلیم کے لئے ہندوستان کے مختلف مدارس میں زیرتعلیم رہے۔فراغت کے بعدجامعہ امینیہ دہلی سے منسلک ہوگئے اورتقریباًبائیس سال تک حدیث شریف اوردیگرفنون کی کتابیں پڑھاتے رہے۔سینکڑوں طلباء نے آپؒ سے اکتساب علم کیا۔دارالعلوم عزیزیہ، بھیرہ میں آپ کامنصب شیخ الحدیث اورصدرمدرس کاتھا۔آپ دارالعلوم عزیزیہ میں دسمبر۱۹۴۷ءسے اپریل۱۹۵۳ءتک وابستہ تدریس رہے۔آپ کے دورتدریس میں۱۹۴۹ء،۱۹۵۰ء،۱۹۵۱ء اور۱۹۵۲ء میں ختم بخاری/دورۂ حدیث کی تکمیل ہوئی۔حضرت مولاناخواجہ محمد قمرالدین سیالویؒ،سجادہ نشین خانقاہ سیال شریف اورحضرت مولانا پیرمحمد کرم شاہ الازہریؒ، سجادہ نشین بھیرہ شریف ان بابرکت تقاریب میں بطورمہمان خصوصی تشریف لاتے رہے۔[۲۴]

السنہ الشرقیہ کی کلاس کااجراء:

پنجاب یونیورسٹی نے مشرقی زبانوں عربی،فارسی اوراُردوسے لگاؤرکھنے والے طلباء کے لئے السنہ الشرقیہ یعنی مشرقی زبانوں کے مختلف کورسزجاری کررکھے تھے۔ان میں تین درجے تھے:عربی کے لئے مولوی،مولوی عالم اورمولوی فاضل۔فارسی کے لئے منشی، منشی عالم اور منشی فاضل۔اُردوکے لئے ادیب،ادیب عالم اورادیب فاضل۔مولوی فاضل اورمنشی فاضل کے یہ کورسزایک طالب علم میں عربی وفارسی کی اچھی استعدادپیداکردیتے تھے۔یونیورسٹی سے سندملنے کے بعدفاضلین کوسکولوں میں بطوراورینٹل ٹیچرملازمت مل سکتی تھی۔مولاناافتخاراحمد بگویؒ نے اپنے دوراہتمام وانصرام میں طلباء کے لئے مولوی فاضل اورمنشی فاضل کی کلاسوں کااجراء کردیا۔بیرونی طلباء کے لیے قیام وطعام کاانتظام بھی دارالعلوم کی طرف سے تھا۔دارالعلوم کے ادبی زبان وادب کے ماہراساتذہ کے علاوہ فارسی زبان کی تدریس کے لئے بھیرہ کے مشہورشاعروادیب مولاناحافظ فضل کریم گوندلؒ اورمولانامحمدذاکرشاہؒ کی خدمات حاصل کی

گئیں۔مولانا گوندلؒ اپنے علم وفضل اورفارسی زبان پرعبورکے باعث جانی پہچانی شخصیت تھے۔آپؒ طبع زاد شاعرتھے۔مقفیٰ ومسجع عبارتیں،علمی بجھارتیں،ادبی چٹکلے اورفارسی کے استادشعراء کے برجستہ اشعارہروقت آپ کی زبان پررہتے۔بہت حلیم الطبع اورخوش مزاج عالم دین تھے۔علم وادب آپؒ کااوڑھنا بچھوناتھا۔اسی طرح مولانامحمدذاکرشاہؒ بھی فارسی زبان وادب کااچھاذوق رکھتے تھے۔السنہ الشرقیہ کے طلباء کے لئے باجماعت نماز اوردارالعلوم کے درس قرآن میں شرکت لازمی تھی۔ماحول کے زیراثرطلباء میں دینی رجحان بھی پیداہو جاتا تھا۔اس طرح ایک ایسی فاضل جماعت تیارہونے لگی جودین اوردنیاکاامتزاج تھی۔ سرگودھا اور نواحی اضلاع سے طلباء کی ایک کثیرتعداد ان کورسزسے مستفیدہوئی۔(۲۵)

اساتذہ وطلباء:

تدریس علوم دینیہ کاایک اہم شعبہ ہے اورہرعالم دین کے بس کی بات نہیں۔اسباق وحاشیہ کی قرأت(Reading)،مفہوم ومعانی پردسترس ،اظہاربیان،طلباء کے اشکال وسوالات کے جوابات اورطلباء سے مکالمہ خاصے محنت طلب امورہیں۔دارالعلوم عزیزیہ اور مجلس حزب الانصارکے دیگراداروں ہمیشہ اعتدال،اصلاح اوراتحاد بین المسلمین کی پالیسی پرگامزن اورفرقہ واریت سے کوسوں دوررہے ہیں۔ایسے مدارس یاادارے جن کاواضح تعلق دیوبندی یا بریلوی مکتب فکرسے نہیں،ان کے لئے مدرسین اورطلباء کاحصول ہمیشہ مشکل کام رہاہے۔زیادہ تروہی مدارس یاادارے کامیاب رہے ہیں جن پرکسی جماعت یامکتبہ فکرکی نمایاں چھاپ تھی اوران کاقیام کسی بڑے شہرمیں تھا۔ان سب مسائل کے باوجوددارالعلوم عزیزیہ نے حتی المقدوربہترین اساتذہ کاانتظام کیا۔۱۹۴۵ء سے ۱۹۷۵ء تک مولاناافتخاراحمدبگویؒ کے زیراہتمام دارالعلوم عزیزیہ میں جواساتذہ خدمات سرانجام دیتے رہے، ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبرشمار	نام مدرس	عہدہ	عرصہ قیام
۱۔	مولانامفتی سیدسیاح الدین کاکاخیلؒ	صدرمدرس	جولائی ۱۹۴۲ء تاجون ۱۹۴۵ء
۲۔	مولاناسعیدالرحمن	مدرس/اول مدرس	اگست ۱۹۴۲ء تافروری ۱۹۴۶ء
۳۔	مولانابشیراحمدپسروری	مدرس	اکتوبر۱۹۴۲ء تامئی ۱۹۴۶ء
۴۔	مولاناشفیق اللہ	صدرمدرس	ستمبر۱۹۴۵ء تامئی ۱۹۴۸ء

۵۔	مولانا فضل نور	مدرس	ستمبر ۱۹۴۶ء تا اکتوبر ۱۹۴۶ء
۶۔	مولانا سید محمد نذیر شاہ	مدرس	ستمبر ۱۹۴۶ء تا اکتوبر ۱۹۴۸ء
۷۔	مولانا خدا بخش دہلوی/للوی	شیخ الحدیث/صدر مدرس	دسمبر ۱۹۴۷ء تا اپریل ۱۹۵۳ء
۸۔	مولانا شمس الدین	مدرس	اگست ۱۹۴۹ء تا جون ۱۹۵۰ء
۹۔	مولانا سید غلام محی الدین شاہ سلطان پوری	صدر مدرس	اگست ۱۹۵۰ء تا جون ۱۹۵۶ء
۱۰۔	مولانا محمد ذاکر جہلمی	مدرس	اگست ۱۹۵۰ء تا جون ۱۹۵۶ء
۱۱۔	مولانا محمد ذاکر شاہ	معلم منشی فاضل	جولائی ۱۹۵۲ء تا مئی ۱۹۵۶ء
۱۲۔	مولانا سید حسین الدین شاہ سلطان پوری	مدرس	دسمبر ۱۹۵۲ء تا اگست ۱۹۵۴ء
۱۳۔	مولانا حافظ فضل کریم گوندل بھیروی	صدر مدرس/ معلم منشی فاضل	اپریل ۱۹۵۶ء تا نومبر ۱۹۵۸ء
۱۴۔	مولانا محمد یونس	مدرس	اپریل ۱۹۵۶ء تا ستمبر ۱۹۵۶ء
۱۵۔	مولانا عزیز الرحمن	صدر مدرس	نومبر ۱۹۵۶ء تا اپریل ۱۹۵۸ء
۱۶۔	مولانا سید محمد شفیع اللہ	صدر مدرس	مئی ۱۹۵۸ء تا مارچ ۱۹۵۹ء
۱۷۔	مولانا مہر علی شاہ	مدرس	مئی ۱۹۵۸ء تا نومبر ۱۹۵۸ء
۱۸۔	مولانا عبد المتین	مدرس	مئی ۱۹۵۹ء تا جولائی ۱۹۵۹ء
۱۹۔	مولانا دوست محمد	مدرس	اگست ۱۹۵۹ء تا نومبر ۱۹۶۰ء
۲۰۔	مولانا غریب اللہ (صوابی)	صدر مدرس	جنوری ۱۹۶۱ء تا دسمبر ۱۹۶۴ء
۲۱۔	مولانا حکیم اللہ (صوبہ سرحد)	مدرس	مارچ ۱۹۶۵ء تا اکتوبر ۱۹۶۵ء
۲۲۔	مولانا محمد یونس	مدرس	نومبر ۱۹۶۵ء تا دسمبر ۱۹۶۶ء
۲۳۔	مولانا عبد الحئی	مدرس	جنوری ۱۹۶۷ء تا نومبر ۱۹۶۷ء
۲۴۔	مولانا مہر علی شاہ	مدرس	نومبر ۱۹۶۷ء تا دسمبر ۱۹۶۸ء

۲۵۔	مولاناحافظ عبدالغفور	مدرس	جنوری ۱۹۶۸ء تانومبر ۱۹۷۰ء
۲۶۔	مولانافیض محمد کشمیری	مدرس	جنوری ۱۹۷۱ء تاستمبر ۱۹۷۲ء
۲۷۔	مولانامحمد اسلم رضوی	مدرس	نومبر ۱۹۷۲ء تاستمبر ۱۹۷۳ء
۲۸۔	مولاناحافظ عبدالرحمن	مدرس	اکتوبر ۱۹۷۳ء تادسمبر ۱۹۷۳ء
۲۹۔	مولانامحمد یعقوب احسن	اول مدرس	جنوری ۱۹۷۴ء تاستمبر ۱۹۷۶ء[۳۶]

اس دوران جو طلباء فارغ التحصیل ہوئے ،ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ مولاناسید حسین الدین شاہ ، مہتمم دارالعلوم جامعہ رضویہ، راول پنڈی ۲۔ مولانامحمد ذاکر شاہ ،راول پنڈی ۳۔ مولاناحسن الدین ہاشمی ، شیخ الحدیث دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور ۴۔ مولاناحافظ سعیدالرحمن علوی، مدیر"خدام الدین"،لاہور ۵۔ مولاناحسن المرتضیٰ خاور،خطیب جامع مسجد انہار کالونی،رحیم یارخان ۶۔ مولانامحمد عظیم بدر،اورینٹل ٹیچر، گورنمنٹ ہائی سکول ملکوال ۷۔ مولاناحافظ محمد اسلم ،خطیب جامع مسجد انہار کالونی بھلوال ۸۔ مولاناعزیزالرحمن خورشید،خطیب جامع مسجد ملکوال ۹۔ مولانااللہ یار،ہیڈماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول لنگر،پنڈدادن خان ۱۰۔ مولانامحبوب الٰہی ظفر،راول پنڈی ۱۱۔ مولاناغلام جیلانی ہزاروی، معروف شاعر ۱۲۔ مولانامحمد شعاع الدین ،جہلم ۱۳۔ استاذالحفاظ مولاناغلام یسین ،بھیرہ ۱۴۔ مولاناغلام اصفیاء ، ضلع گجرات ۱۵۔ مولانامحمد دین نورخانوی ۱۶۔ مولانامحمد صدیق ،ملتان ۱۷۔ مولاناکرم الٰہی کشمیری ۱۸۔ مولاناعبدالغنی ،اٹک ۱۹۔ مولاناحافظ محمد کمال الدین،اٹک ۲۰۔ مولاناغلام مصطفی ،خوشاب ۲۱۔مولاناصاحبزادہ نورحسین نورخانوی وغیرہ[۳۷]

الغرض مولاناافتخاراحمد بگویؒ نے مولاناظہوراحمد بگویؒ کی اچانک وفات کے بعد دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ کے نظام کونہایت حسن تدبیر سے سے چلایا۔ آپؒ نے وقت کے تقاضوں کے پیش نظر ادارے کووسعت دی اوراہل علاقہ کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم کی سہولتیں بہم پہنچانے کے لئے پرائمری اورہائی سکولز کااجراء کیا۔ دارالعلوم کی عمارت میں قابل قدراضافے کے لئے اورایک شاندارکتب خانہ قائم کیا۔ناموافق حالات کے باوجود دارالعلوم میں دورہ حدیث اورالسنہ الشرقیہ کی کلاسز کااجراء کیا۔ مولانا ظہور احمد بگویؒ کی ناگہانی وفات کے بعداس مرکز علمی کوسنبھالناکوئی آسان کام نہ تھامگر جس کامیابی سے آپؒ نے اس کاانتظام وانصرام سرانجام دیااوراس کے مختلف شعبوں کووسعت وجدت سے ہمکنار کیا،وہ اپنی مثال آپ ہے۔

حاصل تحقیق:

دارالعلوم جامع مسجد بھیرہ شمالی پنجاب میں اشاعت علوم دینیہ کا مرکز اور خانوادہ بگویہ کے جلیل القدر علماء کی یادگار ہے۔ ۱۹۲۹ء میں مولانا ظہور احمد بگویؒ نے اپنے اسلاف کے قائم کردہ اس مرکز علمی کو باضابطہ اور منظم شکل دی اور اسے دارالعلوم عزیزیہ کا نام دے کر اس کی تنظیم جدید کی۔ آپؒ نے دارالعلوم کو ہمیشہ فرقہ واریت اور فروعی تنازعات سے دور رکھا اور اتحاد بین المسلمین کی پالیسی پر کاربند رہے۔ جلد ہی اس ادارے نے برصغیر کے دیگر علمی و دینی اداروں میں قابل قدر مقام حاصل کرلیا۔ مولانا ظہور احمد بگویؒ کی وفات (۱۹۴۵ء) کے بعد آپؒ کے بھتیجے مولانا افتخار احمد بگویؒ نے دارالعلوم کے مہتمم کے طور پر ذمہ داری سنبھالی اور اس کو نہایت حسن تدبیر سے نبھایا۔ مولانا ظہور احمد بگویؒ کی اچانک وفات کے بعد اس مرکز علمی کو سنبھالنا کوئی آسان کام نہ تھا مگر جس کامیابی سے آپؒ نے اس کا انتظام وانصرام سرانجام دیا، وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ۱۹۷۵ء میں آپؒ کی وفات کے بعد سے تاحال آپ کے صاحبزادے مولانا ابرار احمد بگوی بطور مہتمم خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور دارالعلوم عزیزیہ اور اس سے وابستہ اداروں کو احسن انداز سے چلارہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ دینی مدارس کے نصاب اور نظام تعلیم پر نظر ثانی کی جائے تاکہ یہ جدید دور کے تقاضوں پر پورا اُتر سکیں۔ یہ سب کچھ مقتدر و جید علماء، تجربہ کار اساتذہ اور ناظمین مدرسہ کی اجتماعی کوششوں سے ہی ممکن ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ماہنامہ شمس الاسلام، (مدیر صاحبزادہ ابرار احمد بگوی)، بھیرہ: مجلس حزب الانصار، اکتوبر ۱۹۷۷ء، شمارہ ۱۰، ج ۵۱، ص ۳۳ – ۳۵ ، ایضاً، جولائی / اگست ۱۹۹۹ء، شمارہ: ۷ – ۸، ج: ۷۳، ص ۴–۵؛

محمد نذیر رانجھا، تذکرہ علمائے اہل سنت وجماعت پنجاب، لاہور: دارالکتاب، ۲۰۰۹ء، ج ۲، ص ۲۱۰ – ۲۱۱؛

مرید احمد چشتی، حاجی، فوز المقال فی خلفائے پیر سیال، دینہ (جہلم)، بزم شیخ الاسلام، ۲۰۰۵ء، ج ۳، ص ۷۸۳– ۷۸۴؛

ابرار احمد بگوی، صاحبزادہ، تذکرہ، بھیرہ: مجلس حزب الانصار، ۱۴۳۹ھ، ص ۱۱

Monthly Shams al-Islam, (Editor: Sahibzada Abrar Ahmad Bugwi), Bhera: Majlis Hizb al-Ansār, October 1977, Issue 10, Vol. 51, pp. 33-35;

Ibid, July/August 1999, Issue 7-8, Vol. 73, pp. 4-5;

Muhammad Nazīr Ranjha, Tazkirah Ulama-e-Ahl-e-Sunnat-o-Jama'ṭ (Punjab), Lahore: Dār-al-Kitāb, 2009, Vol. 2, pp. 210-211;

Murīd Ahmad Chishtī, Haji, Fawz al-Maqāl Fi Khulafa-e-Pīr Siāl, Dina (Jehlum): Bazm-e-Shaikh-ul-Islam, 2005, Vol. 3, pp. 783-784;

Abrar Ahmad Bugwi, Sahibzada, Tazkira, Bhera: Majlis Hizb al-Ansār, 1439 A.H, p. 11

۲۔ انوار احمد بگوی، ڈاکٹر، صاحبزادہ، تذکار بگویہ، بھیرہ: مجلس حزب الانصار، ۲۰۰۷ء(باردوم)، ج ۱، ص ۵۶۱ – ۵۶۲

Anwār Ahmad Bugwi, Dr, Sahibzada, Tazkār-e-Bugwia, Bhera: Majlis Hizb al-Ansār, 2007, Vol. 1, pp. 561-562

۳۔ ماہنامہ شمس الاسلام، (مدیر: صاحبزادہ ابرار احمد بگوی)، بھیرہ: مجلس حزب الانصار، اپریل ۱۹۸۳ء، شمارہ ۳، ج ۵۷، ص ۵۰

Monthly Shams al-Islam, (Editor: Sahibzada Abrār Ahmad Bugwi), Bhera: Majlis Hizb al-Ansār, April 1983, Issue 3, Vol. 57, p. 50

۴۔ فرید احمد پراچہ، دینی مدارس (اصلاحِ احوال کا انقلابی لائحہ عمل)، مشمولہ، ماہنامہ شمس الاسلام، (مدیر صاحبزادہ ابرار احمد بگوی)، بھیرہ: مجلس حزب الانصار، شمارہ ۴ – ۵، ج ۶۲، اپریل / مئی ۱۹۸۸ء، ص ۸۳ – ۸۴

Farīd Ahmad Paracha, Dīnī Madāris (Islah-e-Ahwāl ka Inqilābi Laiha-e-'Amal), Included in: Monthly Shams al-Islam, (Editor: Sahibzada Abrār Ahmad Bugwi), Bhera: Majlis Hizb al-Ansār, April/ May 1988, Issue 4-5, Vol. 62, pp. 83-84

۵۔ ماہنامہ شمس الاسلام، (مدیر: مولانا ظہور احمد بگوی)، بھیرہ: مرکزی مجلس حزب الانصار، نومبر / دسمبر ۱۹۳۰ء، ص ۳۶ – ۳۷

Monthly Shams-ul-Islam, (Editor: Mawlana Zahūr Ahmad Bugwi), Bhera: Markazi Majlis Hizb-ul-Ansaar, November/December 1930, pp. 36-37

۶۔ مضمون بعنوان: حزب الانصار کی تبلیغی کلاس کا افتتاح، مشمولہ: ماہنامہ شمس الاسلام، (مدیر: مولانا ظہور احمد بگوی)، بھیرہ: مرکزی مجلس حزب الانصار، جولائی ۱۹۳۵ء، شمارہ ۶، ج ۶، ص ۳۹

Article: Hizb al-Ansār ki Tablīghi Class ka Iftitah, Included in: Monthly Shams al-Islam, (Editor: Mawlana Zahūr Ahmad Bugwi), Bhera: Markazi Majlis Hizb al-Ansār, July 1935, Issue 6, Vol. 6, p. 39

۷۔ ماہنامہ شمس الاسلام، (مدیر: مولانا ظہور احمد بگوی)، بھیرہ: مرکزی مجلس حزب الانصار، جون / جولائی ۱۹۳۶ء، ص ۳۱

Monthly Shams al-Islam, (Editor: Mawlana Zahūr Ahmad Bugwi), Bhera: Markazi Majlis Hizb al-Ansār, June/July 1936, p. 31

۸۔ ایضاً، (مدیر: صاحبزادہ ابرار احمد بگوی)، بھیرہ: مجلس حزب الانصار، اپریل ۱۹۸۳ء، شمارہ ۳، ج: ۵۷، ص ۵۴، ۵۸

Ibid, (Editor: Sahibzada Abrar Ahmad Bugwi), Bhera: Majlis Hizb-ul-Ansaar, April 1983, Issue 3, Vol. 57, pp. 54, 58

۹۔ ایضاً، اپریل ۱۹۸۳ء، شمارہ ۳، ج ۵۷، ص ۵۶

Ibid, April 1983, Issue 3, Vol. 57, p. 56

۱۰۔ ایضاً، (مدیر: مولانا ظہور احمد بگوی)، بھیرہ: مرکزی مجلس حزب الانصار، ستمبر / اکتوبر ۱۹۳۰ء، ص ۴؛ ایضاً، جولائی ۱۹۳۸ء، ص ۳۸

Ibid, (Editor: Maulana Zahoor Ahmad Bugwi), Bhera: Markazi Majlis Hizb al-Ansār, September/October 1930, p. 4; Ibid, July 1938, p. 38

۱۱۔ ایضاً، ستمبر / اکتوبر ۱۹۳۰ء، ص ۴ – ۷

Ibid, September/October 1930, p. 4-7

۱۲۔ ایضاً، اپریل ۱۹۸۳ء، ص ۵۴ - ۵۵

Ibid, April 1983, Issue 3, Vol. 57, pp. 54-55

۱۳۔ ایضاً، ص ۵۰ – ۵۵؛ ایضاً، اکتوبر ۱۹۳۶ء، ص ۴۰

Ibid, P 50-55; Ibid, October 1936, p. 40

۱۴۔ ایضاً، اپریل ۱۹۸۳ء، ص ۵۷ – ۵۸

Ibid, April 1983, pp. 57-58

۱۵۔ ایضاً، (مدیر: صاحبزادہ ابرار احمد بگوی)، بھیرہ: مجلس حزب الانصار، مارچ/اپریل ۱۹۸۷ء، شمارہ ۳ - ۴، ج ۶۱، ص ۳۴ – ۳۸, انوار احمد بگوی، ڈاکٹر، صاحبزادہ، تذکار بگویہ، ج ۱، ص ۵۷۶

Ibid, (Editor: Sahibzada Abrār Ahmad Bugwi), Bhera: Majlis Hizb al-Ansār, March/April 1987, Issue 3-4, Vol. 61, pp. 34-38;
Anwaar Ahmad Bugwi, Dr, Sahibzada, Tazkaar-e-Bugwia, Vol. 1, p. 576

۱۶۔ ماہنامہ شمس الاسلام، اپریل ۱۹۸۳ء، ص ۵۵؛ انوار احمد بگوی، ڈاکٹر، صاحبزادہ، تذکار بگویہ، ج ۲، ص ۱۹۱ – ۱۹۲

Monthly Shams-ul-Islam, April 1983, p. 55; Anwaar Ahmad Bugwi, Dr, Sahibzada, Tazkaar-e-Bugwia, Vol. 2, pp. 191-192

۱۷۔ ماہنامہ شمس الاسلام، (مدیر: مولانا افتخار احمد بگوی)، بھیرہ: مجلس حزب الانصار، جون/جولائی ۱۹۵۱ء، شمارہ ۶ - ۷، ج ۲۲، ص ۱۲ – ۱۳؛ ایضاً، اپریل ۱۹۸۳ء، ص ۵۵، ۶۱

Monthly Shams-ul-Islam, (Editor: Mawlana Iftikhar Ahmad Bugwi), Bhera: Majlis Hizb al-Ansār, June/July 1951, Issue 6-7, Vol. 22, pp. 12-13; Ibid, April 1983, pp. 55, 61

۱۸۔ ایضاً، (مدیر: مولانا ظہور احمد بگوی)، بھیرہ: مجلس مرکزی حزب الانصار، ستمبر ۱۹۳۶ء، ص ۴۷ – ۴۸

Ibid, (Editor: Mawlana Zahūr Ahmad Bugwi), Bhera: Markazi Majlis Hizb-ul-Ansār, September 1936, pp. 47-48

۱۹۔ انوار احمد بگوی، ڈاکٹر، صاحبزادہ، تذکار بگویہ، ج ۱، ص ۵۶۹ – ۵۷۰؛ ماہنامہ شمس الاسلام، (مدیر: مولانا ظہور احمد بگوی)، بھیرہ: مجلس مرکزی حزب الانصار، جون ۱۹۳۴ء، ص] ۳۸

Anwār Ahmad Bugwi, Dr, Sahibzada, Tazkār-e-Bugwia, Vol. 1, pp. 569-570;
Monthly Shams al-Islam, (Editor: Mawlana Zahūr Ahmad Bugwi), Bhera: Markazi Majlis Hizb-ul-Ansār, June 1934, p. 38

۲۰۔ ایضاً، (مدیر: صاحبزادہ ابرار احمد بگوی)، بھیرہ: مجلس حزب الانصار، اکتوبر ۱۹۷۷ء، شمارہ ۱۰، ج ۵۱، ص ۳۶

Ibid, (Editor: Sahibzada Abrār Ahmad Bugwi), Bhera: Majlis Hizb-ul-Ansār, October 1977, Issue 10, Vol. 51, p. 36

۲۱۔ ایضاً، (مدیر: مولانا افتخار احمد بگوی)، بھیرہ: مجلس حزب الانصار، جون/جولائی ۱۹۵۱ء، شمارہ ۶ - ۷، ج ۲۲، ص ۱۴

Monthly Shams al-Islam, (Editor: Mawlana Iftikhar Ahmad Bugwi), Bhera: Majlis Hizb-ul-Ansār, June/July 1951, Issue 6-7, Vol. 22, p.14

۲۲۔ ایضاً، (مدیر: مولانا افتخار احمد بگوی)، اکتوبر تا دسمبر ۱۹۴۷ء، شمارہ ۱۰ – ۱۲، ج ۱۸، ص ۱؛ ایضاً، اکتوبر ۱۹۴۸ء، ص ۲۶

Ibid, (Editor: Mawlana Iftikhar Ahmad Bugwi), October to December 1947, Issue 10-12, Vol. 18, p. 1; Ibid, October 1948, p. 26

۲۳۔ ایضاً، (مدیر: مولانا افتخار احمد بگوی)، بھیرہ: مجلس حزب الانصار، مئی ۱۹۴۹ء، ص ۴

Ibid, (Editor: Mawlana Iftikhar Ahmad Bugwi), Bhera: Majlis Hizb-ul-Ansār, May 1949, p. 4

۲۴۔ ایضاً، جولائی ۱۹۴۹ء، ص ۳ – ۴؛ جون ۱۹۵۰ء، ص ۴؛ مارچ ۱۹۵۱ء، ص ۳؛ مئی ۱۹۵۱ء، ص ۴؛ مئی ۱۹۵۲ء، شمارہ ۵، ج ۲۳، ص ۳ – ۴

Ibid, July 1949, pp. 3-4; June 1950, p. 4; March 1951, p. 3; May 1951, p. 4; May 1952, Issue 5, Vol. 23, pp. 3-4

۲۵۔ انوار احمد بگوی، ڈاکٹر، صاحبزادہ، تذکار بگویہ، ج ۲، ص ۱۷۶ – ۱۷۸؛ ماہنامہ شمس الاسلام، (مدیر: مولانا افتخار احمد بگوی)، بھیرہ: مجلس حزب الانصار، جولائی ۱۹۵۵ء؛ ایضاً، جولائی ۱۹۵۶ء، ص ۴

Anwār Ahmad Bugwi, Dr, Sahibzada, Tazkār-e-Bugwia, Vol. 2, P 176-178;
Monthly Shams al-Islam, (Editor: Mawlana Iftikhar Ahmad Bugwi), Bhera: Majlis Hizb al-Ansār, July 1955; Ibid, July 1956, p. 4

۲۶۔ ایضاً، اپریل ۱۹۸۳ء، ص ۵۸؛ ایضاً، جون ۱۹۵۱ء، شمارہ ۶ – ۷، ج ۲۲، ص ۱۶؛ ایضاً، نومبر ۱۹۶۳ء، ص ۵ – ۶

Ibid, April 1983, p. 58; Ibid, June 1951, Issue 6-7, Vol. 22, p. 16; Ibid, November 1963, pp. 5-6

۲۷۔ ایضاً، مارچ / اپریل ۱۹۸۷ء، شمارہ ۳ – ۴، ج ۶۱، ص ۳۴ – ۳۸؛ ایضاً، جون / جولائی ۱۹۵۱ء، ص ۱۰؛ انوار احمد بگوی، ڈاکٹر، صاحبزادہ، تذکار بگویہ، ج ۲، ص ۱۷۸ – ۱۹۳

Ibid, March/April 1987, Issue 3-4, Vol. 61, pp. 34-38; Ibid, June/July 1951, p. 10; Anwār Ahmad Bugwi, Dr, Sahibzada, Tazkār-e-Bugwia, Vol. 2, pp. 178-193